۲۷۔شاہ جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ ولادت: ۸۹۴ھ مولد: بلخ

تاریخ وفات:۱۴/۲۲/۲۵ ذی الحجہ ۹۸۰ھ یا ۹۸۹ھ یا ۹۶۹ھ مدفن: تھانیسر

حضرت شاہ جلال الدین تھانیسری عمری، یہ بلخ میں تھے اور وہاں علوم عربیہ شرعیہ اسلامیہ کی تکمیل فرمائی، بلکہ تکمیل کے بعد پھر باقاعدہ مدرسہ شروع کیا۔ اور مدرسہ میں تدریس اور تعلیم اور طلبہ کی تربیت کے لئے علاقہ میں بہت شہرت حاصل کرلی۔

شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی آمد

یہ ہمہ تن اپنے اسی علومِ شریعہ کی تدریس میں مشغول تھے کہ ایک دفعہ شور اٹھا، سب طلبہ اساتذہ میں ایک ہی موضوع ہے کہ کوئی بزرگ آرہے ہیں، آرہے ہیں، تو انہوں نے پوچھا، کون؟ طلبہ نے کہا کہ وہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی آرہے ہیں۔ تو ان کے متعلق شیخ جلال الدین نے سن رکھا تھا کہ وہ کون ہیں؟ کیسے ہیں؟

چونکہ یہ صرف ظاہری علوم کی حد تک ان کی دلچسپی تھی اور دوسری لائنوں سے انہیں کوئی نسبت اور واسطہ نہیں تھا، تو جب انہوں نے سنا کہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی آئے جس کے لئے سب شور ہو رہا تھا، تو انہوں نے طلبہ سے کہا کہ کون آئے ہیں، عبدالقدوس گنگوہی، جو ناچتے بھی ہیں؟

طلبہ سے کہا کہ جاؤ اور میرا اسلام بھی کہہ دینا، لیکن طلبہ نے پوری بات پہنچادی۔ انہوں نے سلام بھی پہنچایا کہ ہمارے استاذ شیخ جلال الدین آپ کو سلام فرمارہے تھے اور ساتھ یہ جملہ بھی انہوں نے کہا ہے کہ اچھا، وہ شیخ عبدالقدوس، جو ناچتے بھی ہیں۔ تو شیخ عبدالقدوس صاحب نے جواباً ارشاد فرمایا کہ جاکر اپنے استاذ سے میرا وعلیکم السلام کہہ دینا اور یہ بھی کہنا کہ ہاں، وہ ناچتے

بھی ہیں اور نچاتے بھی ہیں۔

یہ ایک مستقل موضوع ہے، میں اخیر میں اس کو ذکر کروں گا۔ ان کے حالات مختصراً عرض کر دوں۔ تو یہ حضرت شیخ جلال الدین کو طلبہ نے پیغام پہنچا دیا۔ بات آئی گئی ہو کر ختم ہوگئی۔

شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نگاہ کا اثر

پھر دوسری مرتبہ حضرت شیخ عبدالقدوس صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اچانک انہیں کے مدرسہ میں پہنچ گئے، شیخ جلال الدین کے مدرسہ میں، اور آمنا سامنا ہو گیا، تو سلام ہوا۔ تو چونکہ پہلے ملاقات نہیں تھی، پہلی ہی ملاقات شیخ عبدالقدوس سے ہوئی۔ شیخ جلال الدین نے سلام کے بعد پوچھا کہ آپ کون بزرگ؟

حضرت شیخ عبدالقدوس نے فرمایا کہ وہ جن کے متعلق آپ فرماتے تھے کہ جو ناچتے ہیں اور میں نے کہلوایا کہ نچاتے بھی ہیں۔ تو یہ جو جملہ انہوں نے کہا اور وہ جو نگاہ تھی ان کی، بس، تیز نگاہ سے جوان کو دیکھا، تو شیخ جلال الدین کی دنیا بدل گئی۔ کہاں تو وہ بالکل اس لائن سے ایک طرح سے متنفر تھے کہ سمجھتے تھے کہ یہ تو بدعتی ہیں اور پتہ نہیں ذہن میں کیا ہوگا، مگر نتیجہ یہ ہوا کہ پھر، جیسے حضرت گنگوہی قدس سرہ وہاں شیخ مولانا محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے مناظرہ کے لئے گئے تھے اور وہاں حضرت حاجی صاحب سے بیعت ہوئے اور چلّہ بھر کا قیام ہو گیا اور وہاں سے دولتیں لے کر لوٹے، حالانکہ طالب علمی میں سبق ناغہ ہونا برداشت نہ ہوا تھا اور زبان سے نکل گیا تھا، اچھا حاجی آ گیا، ہمارا سبق رہ گیا۔

اسی طرح ان کا بھی کام بن گیا، شیخ جلال الدین کا۔ اور پھر آگے باقاعدہ بیعت ہوئے، ذکر و شغل جاری ہوا اور چند دن میں تو وہاں تک پہنچ گئے جہاں سالہا سال میں لوگ نہیں پہنچا کرتے۔ اور ان کی، جیسے ہی شیخ عبدالقدوس گنگوہی نے ایک نظر سے اِن کو دیکھا اور ان کی دنیا بدل گئی۔

پھر خود شیخ جلال الدین بھی اس مرتبہ پر شیخ بنے۔ اس طرح کہ ایک مرتبہ کسی نے ذکر کیا کہ حضرت! بزرگوں کے متعلق سنا ہے کہ کسی پر ایک نگاہ ڈالتے ہیں اور ان کی دنیا بدل جاتی ہے۔ تو حضرت شیخ جلال الدین نے یہ جو پوچھ رہے تھے ان ہی کی طرف ذرا سا گھور کر دیکھا۔ صرف ایک نگاہ کی وہ تاب نہ لا سکے اور بے ہوش ہو گئے۔

حضرت رائے پوری اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہما

ہمارے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ مدینہ طیبہ میں تھے، وہاں حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ بھی اس سفر میں ساتھ تھے، جس میں حضرت کو خلافت ملی ہے۔

حضرت رائے پوری فرمانے لگے کہ میں ایک چیز نوٹ کرتا ہوں، بطور خاص دیکھتا ہوں کہ حضرت سہارنپوری آپ کو کھانے پینے کی کوئی چیز دیتے ہیں، تو پہلے میں دیکھتا ہوں، اس کو گھور کر دیکھتے ہیں، اور اس کے بعد جملہ فرمایا کہ کاش! کہ ہمیں بھی اس طرح کوئی گھور کر کوئی کھلائے۔ یعنی اسی میں وہ پلاتے تھے جو کھانے پینے کی چیزیں ہوتی ہیں، ان پر حضرت سہارنپوری کی نگاہ پڑتی تھی، پہلے غور سے دیکھ کر پھر حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کو کھلاتے تھے۔

ایک نگاہ کی تاب نہ لا سکے

حضرت شاہ جلال الدین نے اسی شخص کو ذرا گھور کر دیکھا، تو بیہوش ہو گیا۔ ہوش میں آتا ہی نہیں، ایک دن، دو دن، تین دن۔ تین دن گزرے، اس کا انتقال ہو گیا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ بھئی، وہ جواب تو اسی کو دینا تھا کہ ابھی بھی ایسے لوگ موجود ہیں، مگر وہ، اس میں سہار ہی نہیں تھی کہ ایک نگاہ کی وہ تاب لا سکے۔ حضرت کی بڑی کرامات مشہور ہیں۔

ہندوؤں کے میلہ میں

اس علاقہ میں ہندوؤں کا، تھانیسر میں، ایک میلہ لگتا تھا۔ تو میلہ میں ہر قسم کے کرتب لوگ دکھاتے تھے، کوئی مداری، سانپ لے کر آیا ہے، کوئی بندر، بندریا لے کر آیا ہے، کوئی کیا لے کر آیا ہے، کوئی جادوگر بن کر آیا ہے۔ ایک شخص وہاں آتا تھا اور اس کو دیکھنے کے لئے ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع ہوتے تھے۔

وہاں وہ جادوگر یہ کرشمہ دکھاتا تھا کہ سب لوگ کھڑے ہوئے ہیں، بیچ میں زمین خالی ہے، وہ سب سے کہتا کہ دیکھو، یہ سامنے آپ کے بالکل کھلا میدان ہے، اس میں کوئی چیز ہے؟ کوئی چیز نہیں۔ کیا ہے؟ کہا چٹان، پتھر، بالکل ہموار زمین ہے، کچھ نہیں ہے۔ کہا، پانی تو نہیں؟ کہا نہیں، پانی تو نہیں ہے۔ پھر وہ، جس طرح پانی میں چھلانگ لگاتے ہیں، غوطہ لگاتے ہیں، اندر چلے جاتے ہیں، اس طرح وہ زمین کے اندر چھلانگ لگاتا اور وہ پانی کی طرح ہو جاتی، وہ اندر چلا جاتا۔ تھوڑی دیر میں وہاں سے لوگ دیکھتے کہ اس نے سر نکالا، وہاں سے نکلا، پھر وہاں سے کودا، ادھر سے نکلا، تو اس کی سالہا سال سے بڑی شہرت تھی۔

حضرت شیخ جلال الدین فرمانے لگے کہ ہندوؤں کا میلہ ہے، ہمیں بھی وہاں جانا ہے۔ تو بڑا تعجب ہوا حضرت کے خدام کو کہ حضرت وہاں کیوں جائیں گے ہندوؤں کے میلہ میں؟ فرمایا کہ وہ جو کوئی جوگی آتا ہے جس کی بڑی شہرت ہے، زمین کے اندر غوطہ لگاتا ہے، ہم بھی اس کو دیکھیں گے۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ حضرت اس کو کیا دیکھیں گے؟

حضرت وہاں تشریف لے گئے۔ حضرت نے دیکھا کہ اس نے اعلان کیا، سب لوگ اکٹھے ہو گئے، دیکھ رہے ہیں۔ اور اس نے یہاں سے زمین کے اندر پانی کی طرح غوطہ لگایا اور وہاں نکلا۔ پھر جب وہاں نکل کر اس نے پھر دوبارہ غوطہ لگایا، تو جہاں سے اس نے سر نکالا تھا، وہاں پر حضرت نے اپنا پیر رکھ دیا۔ بس قصہ ختم، پھر وہ نکل ہی نہیں سکا۔ ساری مخلوق پریشان، دیکھ رہی

ہے۔تو حضرت نے پیر رکھا، اب وہ نہیں نکل سکتا، ہمیشہ کے لئے اندر رہ گیا۔

حضرت شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کو اشکال ہوا تھا حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہ وہ ناچتے ہیں جس پر حضرت نے فرمایا کہ ہاں، جو نچاتے بھی ہیں۔تو یہ دراصل مسئلہ ہے سماع کا، صوفیاء کے یہاں کا، اور خاص طور پر سلسلۂ چشتیہ میں سماع کی بڑی شہرت رہی ہے۔

مجلسِ سماع اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بھی مجلس سماع منعقد ہوتی تھی اور بڑے فتوے لگے، بڑی مخالفت ہوئی، تو حضرت نے پھر خود اپنے آپ کو پابند بنالیا تھا ان علماء کو چپ کرنے کے لئے۔کیوں کہ باقاعدہ حکومت کی طرف سے دہلی میں جو محتسب مقرر تھے، محتسب کا کام ہوتا ہے احتساب کرنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شعبہ کو سنبھالنا، تو جہاں کہیں خلاف شرع کوئی چیز دیکھتے، تو وہاں پولیس کے ساتھ جا کر پکڑ دھکڑ ہوتی تھی۔تو اس عہدہ پر اس زمانہ میں قاضی سنامی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

قاضی نظام الدین سنامی محتسب تھے اور حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں مجلس سماع ہوتی تھی، جس پر انہیں اشکال تھا، اور وہ اس کو ناجائز اور بدعت کہتے تھے۔تو جب باہم گفتگو ہوئی، تو حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھئی دیکھو، اس کا فیصلہ تو آسان ہے کہ ہم، میں اور آپ خواہ مخواہ لڑتے ہیں، ہمارے درمیان اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود فیصلہ فرمادیں، تو پھر تمہیں کوئی اشکال ہے؟

انہوں نے کہا، اس سے اچھی کیا بات؟ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ مجلس میں ہیں، مراقبہ کیا، گردن جھکائی اور تھوڑی دیر میں اوپر کا عالم منکشف ہوگیا حضرت قاضی سنامی پر کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، جیسے

اس دن قصہ سنایا تھا حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جو محتسب تھے قاضی صاحب، ان سے ارشاد فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو، ان کو رہنے دو، یہ معذور ہیں۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ تو معذور ہیں، اپنی جگہ، لیکن ہم تو آپ کی ظاہری شریعت کو فولو کرتے ہیں اور ہم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ظاہری شریعت ہے، اس کے مکلّف ہیں۔ تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا۔

یہ جب مکاشفہ سے فارغ ہوئے تو نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن لیا؟ تو قاضی سنامی جو محتسب تھے وہ کہنے لگے میرا جواب بھی آپ نے سن لیا کہ میں تو ظاہرِ شریعت کا مکلّف ہوں، ظاہری شریعت کے مطابق جو چیز میرے نزدیک جائز ہوگی، اسی کی اجازت دی جائے گی۔

اختلاف کے باوجود احترام

یہ سلسلہ پھر بھی اسی طرح چلتا رہا۔ مگر اس کے باوجود ظاہری طور پر اتنی لڑائی کے باوجود دل میں کس قدر احترام تھا کہ جب قاضی سنامی کے متعلق حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہیں اور آخری وقت ہے، تو حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ان کے یہاں تشریف لے گئے اور پیغام بھجا کہ زیارت اور ملاقات کے لئے میں حاضر ہوا ہوں۔

حضرت قاضی سنامی نے فرمایا کہ ان سے جا کر کہہ دو کہ میں مرتے وقت بدعتی کی صورت دیکھنا نہیں چاہتا۔ صاف صاف! ظاہر شریعت کے کتنے پابند اور کتنا سخت جملہ استعمال فرمایا! کہ ان سے جا کر کہہ دو کہ میں مرتے وقت بدعتی کی صورت دیکھنا نہیں چاہتا۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ جا کر کہو کہ ہر گناہ گار کی توبہ قبول ہوتی ہے، تو ان سے کہہ دو کہ بدعتی اپنی بدعت سے توبہ کر کے آیا ہے۔ تو جب یہ جملہ جا کر پہنچایا گیا حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا کہ بدعتی اپنی بدعت سے توبہ کر کے آیا ہے، تو

حضرت قاضی سنامی نے اسی وقت روتے ہوئے فرمایا کہ بھئی، میرا عمامہ لاؤ! فرمایا یہ یہاں سے وہاں تک ان کے چلنے کی جگہ پر ان کے اعزاز میں بچھا دو کہ اس پر چل کر آئیں۔ تو دل میں اس قدر اکرام واحترام۔

شرائطِ سماع

یہ چونکہ سلسلہ چل رہا تھا، اس لئے حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے یہاں خود شرطیں متعین کر دی تھیں کہ سامع کے متعلق یہ شرط، مسموع کے متعلق یہ شرط، سماع کے متعلق یہ شرط۔ کہ جو سننے والا ہو وہ اہلِ شہوت اور اہلِ فتنہ میں سے نہ ہو۔ نمبر ایک، وہ متقی پرہیز گار ہو، اس کے لئے جائز۔ دوسری شرط مُسْمِع کے متعلق، جو سنانے والا ہو اس کے متعلق یہ کہ وہ متشرع ہو اور اس کی ہیئت شریعت کے مطابق ہو۔ اور تیسری مسموع کے متعلق کہ جو چیز سنی جا رہی ہے، تو اس میں کوئی فتنہ انگیز موضوع نہ ہو، فتنہ اور شہوت کو ابھارنے والے اشعار اس میں نہ ہوں۔

یہ شرطیں سامع کے متعلق، مُسْمِع کے متعلق اور مسموع کے متعلق اگر پائی جائیں، اسی کو دوسرے الفاظ میں جو مفتیانِ کرام ہیں وہ اس کو ادا کرتے ہیں زمان، مکان، اور اخوان کی تین شرطیں اگر پائی جائیں، تب ان کے یہاں یہ سماع جائز ہے۔ تو یہ سماع حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ہوتا تھا۔ اور ان کے یہاں اس کی مجالس ہوتی تھیں۔

ارشاد الطالبین شاہ جلال الدین تھانیسری کی تصنیف ہے۔ اللہ تعالیٰ ان اکابر کی روحانیت کا کچھ حصہ ہمیں بھی عطا فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ نَبِيِّنَا وَ شَفِيْعِنَا وَ حَبِيْبِنَا وَ سَنَدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ، سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.